نقد اور ادھار بیع میں فرق کی شرعی حیثیت

حافظ محمد خان باروئی

آج دنیا میں جدید معاشی معاملات جس طرح رائج ہیں ان سے واقفیت ضروری ہے تاکہ شرعی احکام معلوم ہوسکیں۔ جیسا کہ فقہاء کرام فرماتے ہیں: **من جهل باهل زمانه فهو جاهل**۔ جو آدمی اپنے اہل زمانہ سے واقف نہ ہوتو وہ جاہل ہے۔

ایک عالم کے لئے جس طرح قرآن وسنت کے احکام سے واقف ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کے لئے زمانہ کے ''عرف'' اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا بھی ضروری ہے اس کے بغیر وہ شرعی مسائل میں بہتر نتائج تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں یہ بات وضاحت کے ساتھ ملتی ہے کہ فقہ کی تدوین کے دوران وہ باقاعدہ بازاروں میں جاکر تاجروں کے پاس بیٹھتے، اور ان کے معاملات کو سمجھتے تھے اور یہ دیکھا کرتے تھے کہ بازاروں میں تجارت کے کون سے طریقے رائج ہیں۔ ظاہر ہے ان کا مقصد خود تجارت کرنا نہیں تھا۔ وہ صرف یہ جاننے کے لئے ان تاجروں کے پاس بیٹھتے کہ ان کے کیا طریقے ہیں اور ان کے درمیان آپس میں کیا عرف رائج ہے؟ اس لئے کہ ان چیزوں سے واقفیت ایک عالم اور بالخصوص ایک فقیہ اور مفتی کے فرائض میں داخل ہے کہ جب اس کے پاس اس بارے میں سوال آئے تو وہ اس سوال کے پس منظر سے اچھی طرح واقف ہو اس کے بغیر وہ صحیح نتائج تک نہیں پہنچ سکتا تو فی زمانہ تجارت کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے، دکاندار اگر ایک چیز نقد کم قیمت پر فروخت کرتا ہے وہی چیز ادھار زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے، چیز ایک ہے قیمت علیحدہ علیحدہ اور خریدنے والے بھی علیحدہ علیحدہ ہیں تو اس مسئلہ کے لئے تاجروں سے معلومات حاصل کیں اور مفتیانِ عظام کی طرف رجوع کیا گیا تاکہ تجارت کے اس طریقے کے بارہ میں معلوم ہو جائے کہ یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط۔ فقیر نے اس سلسلہ میں ایک مضمون تحریر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس مسئلہ کو عوام الناس تک صحیح پہنچایا جائے اور عوام کے ذہنوں میں بعض لوگوں نے جو الجھنیں ڈال دی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ پہلے اس مسئلہ کے

۱۔ شرح عقود رسم المفتی۔ ص ۹۸۔

بارے میں اپنی رائے پیش کروں گا پھر دلائل سے اس کو ثابت کروں گا۔ نقد اور ادھار بیع میں فرق کے بارے میں ہماری رائے اس طرح ہے ادھار بیع میں نقد کے مقابلہ میں زیادہ قیمت لینا جائز ہے جبکہ یہ ضروری ہے کہ عقد کے دوران نقد یا ادھار بیع کا قطعی فیصلہ کر کے ایک متعین قیمت پر متفق ہو جائیں اور اگر ایک قیمت پر اتفاق کئے بغیر دونوں علیحدہ ہو جائیں تو یہ بیع جہالت ثمن کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اب اس مؤقف کو واضح کرنے کے لئے سب سے پہلے بیع کا معنی اس کی تعریف اور اس کے اقسام بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے یہ بیع کی کونسی قسم ہے۔

۱۔ بیع کا لغوی معنی:

ایک چیز کے بدلہ میں دوسری چیز دینا عام ازیں وہ مال ہو یا نہ۔

۲۔ بیع کا شرعی معنی:

بیع کے معنی بیان کرتے ہوئے علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **هو البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي**۔(۱) باہمی رضامندی سے مال کے بدلے میں مال دینے کو بیع کہتے ہیں۔ بیع کا یہی معنی ان حضرات نے بھی کیا ہے۔

علامہ خوارزمی لکھتے ہیں: **البيع مبادلة المال بالمال بالراضي** (۲)

علامہ البابرتی لکھتے ہیں: **هو مبادلة المال بالمال بالراضي**۔(۳)

اقسام بیع:

بیع کی دو قسمیں ہیں: (۱) منھی عنہ (۲) جائز۔

بیع جائز: بیع جائز کی تین قسمیں ہیں (۱) نافذ لازم (۲) نافذ غیر لازم (۳) موقوف۔

نافذ لازم: جو ہر اعتبار سے مشروع ہو اور کسی دوسرے کا حق اس سے متعلق نہ ہو اور نہ اس میں کوئی خیار ہو۔

۱۔ البحر الرائق، ج ۵، ص ۲۵٦۔
۲۔ کفایہ علی ھدایہ، ج ۵، ص ۴۵۴۔
۳۔ عنایہ علی ھدایہ، ج ۵، ص ۴۵۵۔

نافذ غیر لازم: جس سے دوسرے کا حق تو متعلق نہ ہو لیکن اس میں کوئی خیار ہو۔

موقوف: جس سے غیر کا حق متعلق ہو۔(۱)

منھی عنہ: بیع منھی عنہ کی تین قسمیں ہیں (۱) فاسد (۲) باطل (۳) مکروہ تحریمی۔

فاسد:

هو ما كان مشروعاً باصله لا بوصفه۔(۲) فاسد بیع وہ ہے جو باعتبار اصل مشروع ہو۔ باعتبار وصف مشروع نہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے محض عقد سے مفید ملک نہیں ہوتی بلکہ قبضہ سے مفید ملک ہوتی ہے۔ فاسد بیع میں اسباب فساد مختلف ہوتے ہیں مثلاً مبیع یا ثمن میں ایسی جہالت کا ہونا جو مفضی الی المنازع ہو، دھوکہ کی بیع، شرط کا ہونا مالیت نہ ہونا، خلاف مقتضائے عقد وغیرہ۔

بیع باطل:

فهو مالا يكون مشروعا لا باصله ولو بوصفه۔(۳) جو نہ باعتبار اصل مشروع ہو اور نہ باعتبار وصف۔ اس کا حکم یہ ہے یہ بیع کسی طرح بھی مفید ملک نہیں ہوتی خواہ قبضہ ہو یا نہ۔

مکروہ تحریمی:

جو ہر لحاظ سے مشروع ہو مگر کسی دوسری شئی کی مجاورت کے سبب سے ممنوع ہو، جیسے بیع بوقت اذان جمعہ۔

مبیع کے اعتبار سے بیع کی اقسام:

مبیع (جو چیز بیچی جا رہی ہے) کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ بیع العين بالعين۔ نقد کی بیع نقد کے ساتھ۔ اس کو ''مقابضہ'' کہتے ہیں۔(۴)

۲۔ بیع الثمن بالثمن۔ ثمن کی بیع ثمن کے ساتھ۔ اس کو ''صرف'' کہتے ہیں۔(۵)

۱۔ الصبح النوری، ص ۲۹۷۔ ۲۔ البحر الرائق، ج ۵، ص ۶۸۔۶۹۔

۳۔ کفایہ، عنایہ علیٰ ھدایۃ، ج ۵، ص ۴۵۵۔ ۴۔ ایضاً۔

۵۔ ایضاً۔

۳۔ بیع الدین بالعین۔ ادھار کی بیع نقد کے ساتھ۔ اس کو "سلم" کہتے ہیں۔ (۱)

۴۔ بیع العین بالدین۔ نقد کی بیع ادھار کے ساتھ۔ اس کو "مطلق" کہتے ہیں۔ (۲)

عام طور پر یہی طریقہ رائج ہے۔

ثمن کے اعتبار سے بیع کی قسمیں:

ا۔ بیع المساومۃ۔ وھو البیع بثمن یتفقان علیہ۔ (۳) یعنی جس قیمت پر بائع و مشتری (بلا تفاوت) راضی ہوں۔

۲۔ بیع الوضعیہ۔ ھو البیع بالنقصان عن الثمن الاول۔ (۴) اصل قیمت سے کم قیمت پر فروخت کرنا۔

۳۔ بیع التولیہ۔ ھو البیع بالثمن الاول بلا زیادۃ۔ (۵) جس قیمت پر چیز خرید کرے اس قیمت پر فروخت کرنا۔

۴۔ بیع المرابحہ۔ وھو البیع بالثمن الاول و زیادہ۔ (۶) اصل قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا۔ نقد اور ادھار بیع میں فرق بیع مرابحہ ہے۔

قرآن اور بیع:

اب بیع کے جواز پر قرآن سے دلائل پیش کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے قرآن نے بیع کو جائز کہا ہے۔

ا۔ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (۷) اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ اس آیت کریمہ کے تحت علامہ علاء الدین علی بن محمد البغدادی لکھتے ہیں: و احل اللہ لکم الارباح فی التجارۃ بالبیع والشرا۔ (۸) یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع و شرا کے ذریعے سے تجارت میں نفع کو تمہارے لئے حلال فرمایا ہے۔

ا۔ عنایہ علی ھدایہ، ج ۵، ص ۴۵۵۔ ۲۔ ایضاً۔

۳۔ ایضاً۔ ۴۔ ایضاً۔

۵۔ ایضاً۔ ۶۔ کفایہ علی ھدایہ، ج ۵، ص ۴۵۵۔

۷۔ قرآن پارہ ۳، سورہ بقرہ۔ ۸۔ تفسیر خازن ج ا ص ۲۰۲، تفسیر جمل ج ا ص ۲۲۷

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور بیع کے ذریعے جو نفع حاصل ہو وہ حلال ہے۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔ (۱) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں باہمی رضامندی سے تجارت کے نفع کے ذریعے ہو۔

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

ذکروا فی تفسیر الباطل وجهین انه اسم لکل مالا یحل فی الشرع کالربا والغصب والسرقة والخیانة و اخذ المال بالیمین الکاذبة۔ (۲)

باطل کی دو تفسیریں ذکر کی گئی ہیں ہر وہ چیز جو شرع میں حرام ہو اسے باطل کہتے ہیں جیسے سود، غصب، چوری، خیانت اور جھوٹی قسم کھا کر مال لینا۔

ماروی عن ابن عباس والحسن رضی الله عنهم ان الاباطل هو کل مایؤخذ من الانسان بغیر عوض۔ (۳)

حضرت ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان سے بغیر عوض حاصل ہو وہ باطل ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

الا ان تکون تجارة عن تراض منکم. لان التجارة لیس من جنس اکل المال بالباطل.

باہمی رضامندی سے تجارت باطل طریقے سے مال کھانے کی جنس سے نہیں ہے۔

تفسیر جلالین میں ہے:

لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل بالحرام فی الشرع کالربا واغصب عن تراض منکم وطیب نفس فلکم ان تأکلوها۔ (۴)

مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ جو شرع میں حرام ہیں جیسے سود، غصب عن

۱۔ قرآن پارہ ۵، ص سورۃ النساء۔ ۲۔ تفسیر کبیر، ج ۹، ۱۰، ص ۷۰۔
۳۔ ایضاً۔ ۴۔ تفسیر جمل علی جلالین، ج ۱، ص ۳۷۵۔

تراض منکم اپنی باہمی رضامندی کے ساتھ ہو پس اس کو کھاؤ۔ ان حضرات کی رائے سے معلوم ہوا تجارت میں باہمی رضامندی سے جو چیز خریدی یا بیچی جائے اس کا کھانا حلال ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

ان المال الذی یکون فی السعر العام المعروف المجمع علیه بین الناس بعشرت دراهم یجوز لکل احد ان یبیعه برضا المشتری بمائة او یعطیه بفلس واحد ولا حجر فی شئی من ذلک عن الشرع المطهر قال الله تعالی الا ان تکون تجارة عن تراض منکم۔(۱)

وہ مال جو عام بھاؤ کے حساب سے سب کے نزدیک دس روپے کی قیمت کا ہے ہر شخص کو جائز ہے کہ خریدار کی رضامندی سے خواہ اسے سو روپے میں بیچے یا ایک پیسے کا بیچے شریعت مطہرہ کی طرف سے اس بارے میں کوئی روک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مگر یہ کوئی سودا تمہاری آپس رضامندی کا ہو اس کا فقہی سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان القیمة والثمن متغایران ولا یجب علیهما التقید بها فیما ثامنا بل لهما ان یقدرا الثمن باضعاف القیمة او بجزء من مائة جزها۔(۲)

کسی مال کی قیمت اور ثمن دو جدا جدا چیزیں ہیں اور بائع و مشتری دونوں پر ثمن کے معاملے میں قیمت کی پابندی لازم نہیں بلکہ انھیں اختیار ہے کہ بازار کے بھاؤ سے کئی گنا زیادہ پر رضامند ہو جائیں یا اس کے سوویں حصے پر۔

۳۔ حدیث پاک میں ہے۔ انما البیع عن تراض۔(۳) بیع باہمی رضامندی کا نام ہے۔

۱۔ کفل الفقیہ الفاہم، ص ۴۹۔ ۲۔ ایضاً۔ ص ۵۰۔

۳۔ ابن ماجہ، ابواب التجارہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ذیشان سے واضح ہوتا ہے کہ بیع میں بائع اور مشتری کی رضامندی سے بیع مکمل ہوتی ہے۔ جب کسی چیز کی بیع پر خرید نے والا ور بیچنے والا راضی ہوں تو وہ بیع جائز ہے۔

۴۔ عن حکیم بن حزام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعتان بالخیار مال یتفرقا فان صدقا و بینہ بورک لھما فی بیعھما و ان کتما و ذبا محقت برکۃ بیعھما۔(۱)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید نے والے اور بیچنے والے کو اختیار رہتا ہے جب تک وہ ایجاب و قبول سے فارغ نہ ہو جائیں پس اگر ان دونوں نے مبیع اور ثمن میں دھوکہ نہ کیا ہوگا اور (اگر ان میں کوئی نقص ہو تو) اسے بیان کر دیا ہوگا تو ان کے سودے میں برکت دی جائے گی اور اگر کچھ چھپا کر رکھا ہوگا تو برکت ختم کر دی جائے گی۔

فوائد: اس حدیث پاک میں البیعتان بالخیار کی دلالت اس معنی پر واضح ہے کہ "خیار" تو ہمیشہ دو چیزوں میں ہوتا ہے بائع، مشتری کو خیار مذکور ظاہر ہے کہ دو قیمتوں میں سے ایک کے اختیار کر لینے میں ہے چاہے قیمت نقد ہو یا ادھار۔ اگر بائع مشتری باہمی رضامندی سے جو قیمت مقرر کر دیں تو وہ بیع جائز ہے۔

خرید و فروخت میں قیمت کا تقرر کس کا حق ہے:

شریعت مطہرہ میں قیمت مقرر کرنے کا حق بائع کو حاصل ہے، کوئی اسے اپنی مرضی سے قیمت کے تقرر کا حکم نہیں دے سکتا۔ خرید نے والا اور بیچنے والا اپنی مرضی سے جو قیمت طے کریں وہ قیمت شمار ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ آپ بازاروں میں فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمتیں سرکاری طور پر متعین فرما دیں تو اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ متفق علیہ۔

ان اللّٰہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق۔(۱)

بے شک اللہ تعالیٰ ہی قیمتیں متعین کرنے والے ہیں۔ وہی چیزوں کی رسد میں کمی کرنے والے اور زیادتی کرنے والے اور وہی رازق ہے۔ لہٰذا قیمت کا مقرر کرنا بیچنے والے کا حق ہے۔

کیا شریعت میں نفع کی حد ہے:

قرآن وسنت کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے بیع میں نفع کی کوئی حد نہیں۔ بلکہ جو قیمت مارکیٹ میں مروج ہے اس سے زیادہ لینا خلافِ اولیٰ ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عن عروۃ البارقی قال دفع الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دیناراً لاشتری لہ شاۃ فاشتریت لہ شاتین فبعت احدھما بدینار و جئت بالشاۃ والدینار الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکر لہ من اصرہ فقال بارک اللّٰہ فی صفقۃ یمینک فکان بعد ذلک یخرج الی کناسۃ الکوفۃ فیربح الربح العظیم فکان من اکثر اھل الکوفہ مالاً۔(۲)

ترجمہ: حضرت عروہ البارقی کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار دیا تاکہ میں آپ کے لئے ایک بکری خریدوں پس میں نے (اس ایک دینار سے) آپ کے لئے دو بکریاں خریدیں پھر ایک (بکری) کو ایک دینار میں (وہاں) فروخت کر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں اس بکری اور ایک دینار پیش کیا اور اپنا تمام معاملہ ذکر کیا یہ سن کر آپ نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں برکت فرمائے، دعا کے بعد (وہ صحابی) کوفہ کی کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ جاتے تو عظیم نفع پاتے آپ کوفہ کے بڑے مالداروں میں تھے۔

۱۔ اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ص ۳۹۔ ۲۔ جامع ترمذی، ج۱، ص ۱۵۱۔

فائدہ: صحابی نے ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں پھر ایک دینار میں ایک فروخت کر دی تو انھوں نے دوگنا نفع حاصل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا نفع کی کوئی حد مقرر نہیں۔

ادھار بیع اور فقہاء کرام

نقد بیع میں کم قیمت اور ادھار زیادہ قیمت پر خرید و فروخت ائمہ اربعہ کے نزدیک متفق علیہ ہے اور ائمہ اربعہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اب ان کی رائے پیش کرتا ہوں تا کہ مسئلہ واضح ہو سکے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک:

قال محمد قال ابو حنیفة فی رجل یکون له علی رجل مائة دینار الی اجل فاذا حلت قال له حب الذی علیه الدین سلعة یکون ثمنها مائة دینار نقداً بمائة و خمسین الی اجل ان هذا جائز لانهما لم یشترطا شیئا ولم یذکراً امراً یفسد به الشراء پھر آگے فرماتے ہیں یفسد وهکذا یتبایع الناس لانهم اذا اخروا ازدادو لا بأس بهذا۔ (۱)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر ایک شخص کے سو دینار (قرض) تھے جن کے ادا کرنے کی ایک مدت مقرر تھی جب وہ مدت گزر گئی تو جس پر قرض تھا اس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے جس کے دام اگر نقد دو تو سو روپیہ اور اگر ادھار مدت مقرر کر دو تو ڈیڑھ سو روپیہ ہیں تو یہ بیع جائز ہوگی کیونکہ انھوں نے بیع میں کوئی شرط نہیں لگائی اور نہ کسی امر فاسد کا ذکر کیا ہے۔ لوگ باہم یونہی بیع و شراء کیا کرتے ہیں کہ جب دام کی ادائیگی میں تاخیر ہو تو دام زائد کر دیتے ہیں اور اس میں

۱۔ مجموعۃ الفتاویٰ لکھنوی، ج ۲، ص ۱۲۹۔

کوئی حرج نہیں۔

قال ابو حنیفۃ اذا شتری شیئا الی اجلین تم علی ذلک لم یجزو ان قال ھو بالنقد بکذا او بالنسیئۃ بکذا وافترفا علی القطع لاحد البیعین فذلک جائز۔(۱)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کوئی شخص چیز خریدے دو مدتوں تک (اور) اسی پر وہ قائم رہے تو یہ جائز نہیں اور اگر کہا نقد اتنے میں اور ادھار اتنے میں اور جدا ہونے سے پہلے ان دو بیعوں میں سے کسی ایک پر متفق ہوئے تو یہ بیع جائز ہے۔

فائدہ: سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے کہ ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی جائز ہے۔ علماء احناف فرماتے ہیں کہ فتویٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فرمان پر ہی ہوگا۔

علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفہ علی کل حال۔(۲)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر ہر حال میرے نزدیک فتویٰ واجب ہے۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: یجب علینا الافتاء بقول الامام و ان افتی المشائخ بخلافہ۔(۳)

ہمارے اوپر امام صاحب کے قول پر فتویٰ دینا واجب ہے اگر چہ مشائخ کا فتویٰ ان کے خلاف ہو۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: تنویر الابصار میں: یأخذ بقول ابی حنیفہ لانہ کان من التابعین علی الاطلاق۔(۴) مطلق امام صاحب کا قول لیا جائے گا اس لئے وہ تابعین میں سے تھے۔

در مختار میں ہے: یأخذ القاضی کما عفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم

۱۔ عارضۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، ج ۳، ص ۱۹۱۔

۲۔ ایضاً۔ ۳۔ ایضاً۔

۴۔ ایضاً۔

بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفرو الحسن بن زیادہ وھو الاصح۔(۱)
قاضی مفتی کی طرح امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فیصلہ کرے گا مطلقاً پھر قاضی ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر پھر امام حسن بن زیاد کے قول پر۔ لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے مطابق ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی جائز ہے۔

نوٹ: مولوی عبدالحیٔ لکھنوی نے یہ حوالہ جزئیہ کتاب الحج سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جزئیہ قاضی خان وغیرہ سے بالضرور مرجح ہے۔ اصل کتاب ابھی نہیں ملی۔ لہٰذا فقیر نے لکھنوی کے حوالہ پر اعتماد کیا ہے۔ فتویٰ نمبر ا۔

غیر مقلدین کے مشہور محدث قاضی محمد بن علی شوکانی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقالت الشافیہ والحنفیہ و زید بن علی والمؤید باللہ والجمھور انه یجوز لعموم الادلة القاضیة بجوازہ۔(۲) حضرت شوافع واحناف اور زید بن علی اور مؤید باللہ اور جمہور فرماتے ہیں ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ لینا جائز ہے اس لئے اس کے جواز پر فیصلہ کن دلائل موجود ہیں۔

نوٹ: حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔(۳)

حضرت ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کا مسلک۔

حضرت امام ترمذیؒ ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وقد فسر بعض اهل العلم قالوا بیعتین فی بیعة ان یقول ابیعک هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسیئه بعشرین ولا یفارقه علی احد البیعین فاذا فارقه علی احدهما فلا بأس اذا کانت العقدة علی واحد منهما۔(۴)

ترجمہ: بعض اہلِ علم نے ”بیعتین فی بیعة“ کی تفسیر کی ہے کہ بائع مشتری سے کہے میں یہ کپڑا تمہیں نقد دس درہم میں اور ادھار بیس درہم میں بیچتا ہوں

۱۔ فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل۔ ۲۔ نیل الاوطار، ج ۵، ص ۲۵۰۔

۳۔ طبقات ابن سعد، تذکرۃ الحفاظ (مترجم) ۴۔ جامع ترمذی، ص ۱۹۸، ۱۹۷۔

اور پھر کسی ایک بیع پر اتفاق کر کے جدائی نہیں ہوئی پس اگر ان دونوں میں سے کسی ایک پر اتفاق ہونے کے بعد جدائی ہوئی تو اس میں کوئی حرج نہیں (یعنی بیع جائز ہے) کیونکہ معاملہ ایک (بیع) پر طے ہو گیا۔

فائدہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ دو بیع کو ناجائز کہتے ہیں اس کے ناجائز ہونے کی علت یہ بیان فرمائی کہ کسی ایک صورت کی عدم تعین سے ثمن دو حالتوں میں متردد ہو جائے گا اور یہ تردد جہالت ثمن کو مستلزم ہے جس کی بناء پر بیع ناجائز ہوگی، مگر مدت کے مقابلے میں ثمن کی زیادتی ممانعت کا سبب نہیں لہٰذا اگر عقد کے وقت ہی کسی ایک حالت کی تعین کر کے جہالت ثمن کی خرابی دور کر دی جائے تو پھر اس کے جواز میں شرعاً کوئی قباحت نہیں رہے گی۔

علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

فقہاء احناف میں سے مشہور شخصیت علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان کان تیراضیان بینهما ولم یتفرقاضی قاطعه علی ثمن معلوم وانما العقد علیه فهو جائز لانهما ما افترقا الا بعد تمام شرط صحة العقد۔(۱)

ترجمہ: پس اگر خریدنے والے، بیچنے والے کے درمیان رضامندی سے جدا ہونے سے پہلے ایک قیمت مقرر ہوگئی اور اسی ایک قیمت پر عقد طے ہو گیا (چاہے زیدہ قیمت ہو یا کم) تو یہ جائز ہے اس لئے انھوں نے جدا ہونے سے پہلے صحت عقد کی تمام شرائط کے ساتھ عقد مکمل کر لیا۔

فائدہ: علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے معلوم ہوا بائع و مشتری باہمی رضامندی سے ایک قیمت طے کر لیں چاہے وہ قیمت کم ہو یا زیادہ عقد نقد ہو یا ادھار تو جائز ہے۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام کا مسلک:

کان یحتاج المدیون فیابی المسئول ان یقرض بل ان یبیع ما یساوی عشرة بخمسة عشرة الی اجل فیشریه المدیون و یبیعه

۱۔ المبسوط، ج ۱۳، ص ۸۱۔

فی السوق بعشر حالة والا بأس فی هذا۔(۱)

ترجمہ: ایک شخص کسی سے قرض مانگتا ہے وہ قرض دینے سے انکار کرتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ ایک چیز بیچتا ہے جس کی نقد قیمت دس روپے ہے پندرہ روپے میں ادھار قرض مانگنے والا اس کو خرید لیتا ہے اور بازار میں اس کو بیچ دیتا ہے نقد دس روپے میں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: علامہ ابن ہمام نے اس مسئلہ کو بیان کرنے سے پہلے بیع عینہ کو بیان فرمایا اور اس کو مکروہ تحریمی کہا پھر ادھار کی وجہ سے زیادہ قیمت کو خلافِ اولیٰ لکھا اور مذکورہ بیع کو مکروہ تنزیہی کہہ کر جائز لکھا۔

نوٹ: علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ جن کی نسبت علماء کی تصریح ہے کہ آپ پایۂ اجتہاد رکھتے ہیں یہاں تک ان کے بعض معاصر انھیں لائق اجتہاد کہتے ہیں۔(۲)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی کا مسلک:

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ویجوز البیع بثمن حال ومؤجل اذا کان الاجل معلوماً لا طلاق قوله تعالٰی واحل الله البیع و عنه علیه السلام انه اشتری من یهودی طعاما الی اجل ورهنه درعه۔(۳)

ترجمہ: اور جائز ہے بیع نقد قیمت کے ساتھ اور ادھار بھی جبکہ مدت معلوم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بیع حلال ہے'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے یہودی سے کھانا ادھار خریدا اور اپنی زرہ کو رہن رکھا اور پھر ادھار کی صورت میں قیمت میں زیادتی کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن اشتری غلاما بالف درهم نسیئة فباعه بربح مائة ولم یبین فعلم المشتری فان شاء رده و ان شاء قبل لان للاجل شبهاً

۱۔ فتح القدیر، ج ۶ ص ۳۲۴۔ ۲۔ ردالمحتار، منقولہ از فتاویٰ رضوی۔

۳۔ ردالمحتار، منقول از فتاویٰ رضویہ۔

بالبیع الایری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔(۱)

ترجمہ: اور جو شخص ہزار درہم ادھار کے ساتھ غلام خرید ے پھر اسے ایک سو نفع کے ساتھ بیچے اور ادھار کی بات مشتری سے بیان نہ کرے پھر مشتری کو معلوم ہو جائے کہ بائع نے وہ غلام ادھار کے ساتھ خریدا تو اسے اختیار ہے چاہے رد کرے یا قبول کرے کیونکہ مہلت کو مبیع سے مشابہت ہے کیا یہ دیکھا نہیں جاتا ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی ہوتی ہے۔

فائدہ: علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق بیع نقد بھی جائز ہے اور ادھار بھی اور ادھار کی وجہ سے زیادتی بھی معروف ہے یعنی ادھار کی وجہ سے زیادہ جائز ہے۔

نوٹ: علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علماء کی رائے بھی پڑھیں کہ وہ کس پایہ کے فقیر تھے

برهان دین الله حارس شرعه. ام الکرامة مقتدی علمائه اعلی لواء العلم حتی اصحبت. علماء دین الله تحت لوائه۔(۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے دین کی برہان اور اس کی شریعت کے نگہبان ہیں۔ عظمت و بزرگی کی اصل اور علمائے اسلام کے مقتدی۔ علم کے بلند ترین جھنڈا ہیں حتیٰ کہ اللہ کے دین کے تمام علماء اس کے جھنڈے کے نیچے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کثرت مفیدان، مسلمان ترجیح جن میں ایک امام برہان الحق والدین صاحب ہدایہ ہیں جن کی جلالت شان آفتاب نیم روز و مہتاب نیم ماہ سے اظہر۔(۳)

علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ان حضرات نے بھی کی۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: الا تری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔(۴)

علامہ نجیم لکھتے ہیں: لان للاجل شبها بالمبیع الا تری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔(۵)

۱۔ ہدایہ اخیرین، ص ۲۶۔
۲۔ ہدایہ اخیرین، ص ۷۶۔
۳۔ فتح القدیر ٹائٹل۔
۴۔ فتاویٰ رضویہ۔
۵۔ شامی، ج ۶، ص ۴۱۸۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں: الا تری ان الثمن قدیزاد لکان الاجل۔(۱)

علامہ البابرتی لکھتے ہیں: فانہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔(۲)

علامہ جلال الدین خوارزمی لکھتے ہیں: ولھذا یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔(۳)

علامہ ابن ھمام لکھتے ہیں: ان مثلہ فی ھذا یزاد لاجل الاجل۔(۴)

ان حضرات کی بھی یہی رائے ہے کہ ادھار کی وجہ سے زیادہ قیمت معروف رسم ہے کسی فقیہ کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔

امام اوزاعی کا مسلک:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا بأس بذلک ولکن لا یفارقہ حتی بتاتہ احد البیعین۔(۵)

(نقد اور ادھار بیع میں) حرج نہیں ہے لیکن جدا ہونے سے قبل ایک بیع پر متفق ہو جائیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید حضرت حماد طاؤس نے بھی کی ہے۔ ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

لا بأس بہ مالم یتفرقا.(۶) لا بأس ان یقول لہ بعتک ھذا الثوب بنقد بعشرۃ والی شھر خمسۃ عشر۔(۷)

ان حضرات کے نزدیک اگر فریقین یعنی بائع و مشتری کسی ایک قیمت پر رضامند ہو جائیں تو وہ بیع جائز ہے۔ اس سلسلہ میں المغنی لابن قدامہ قابلہ مطالعہ ہے۔

غیر مقلدین کے مشہور محدث قاضی شوکانی کا مسلک:

غیر مقلدین کے مشہور محدث قاضی محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں:

الا اذا قال من اول الامر نسئیۃ فقط وکان اکثر سعریومہ۔(۸)

۱۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۲۲۴۔ ۲۔ عنایہ، ج ۵، ص ۲۶۲۔

۳۔ کنایہ علی ہدایہ، ج ۵، ص ۱۳۳۔ ۴۔ فتح القدیر، ج ۵، ص ۲۶۲۔

۵ تا ۸۔ کشف المصطفیٰ۔

البتہ اگر وہ ابتداء کہے کہ یہ چیز ادھار اتنے کی ہے حالانکہ اس کی قیمت اس دن کی قیمت سے بہت زیادہ لگائی ہو۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وقدعرفت الكلام فی جواز بيع الشئی باكثر من سعر يومه لاجل النساء۔(۱)

علامہ فخرالدین رازیؒ کا مسلک :

علامہ رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

لانه لوباع الثوب الذی يساوی عشرت فی الحال باحد عشرة الی شهر جاز۔(۲)

اس لئے اگر کوئی شخص کپڑا بیچے جو کہ نقد دس روپے کا ہے ایک ماہ کی مدت تک گیارہ روپے میں بیچے تو جائز ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ کا مسلک :

علامہ جزیری تحریر فرماتے ہیں:

اما اذا باعه ذلک الخيار كان له قال له بعتک هذه السلعة بعشرة حالة و بخمسة عشر مؤجلة علی ان يكون لک الخيار فانه يصح۔(۳)

بہرحال جب کوئی چیز آدمی بیچے اس میں اس کو اختیار ہو۔ اس کو کہے کہ اس چیز کو نقد دس روپے میں بیچتا ہوں اور ادھار پندرہ روپے میں بیچتا ہوں تمہیں اختیار ہے تو یہ صحیح ہے۔

مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ کا مسلک :

ایک صاحب نے جو کہ اسی طرح کی بیع کو حکما سود کہتے ہیں مفتی صاحب کو چھ صفحات پر مشتمل اپنے دلائل روانہ کئے اور اس پر ان کی رائے طلب کی۔ تو مفتی صاحب نے جواب میں لکھا

۱۔ نیل الاوطار، ج ۵، ۲۵۰۔ ۲۔ نیل الاوطار، ج ۵۰، ۲۵۰۔

۳۔ نیل الاوطار، ج ۵، ص ۲۵۰/ ج ۲۸۳۔

نقد اور ادھار بیع میں ثمن کا فرق کہ ادھار میں ثمن کی زیادتی ہو جائز ہے۔ اس مسئلہ میں شوافع، احناف اور جمہور آئمہ کا اتفاق ہے۔ (۱)

مفتی احمد سدیدی صاحب کا مسلک:

ایک سائل نے مفتی احمد سدیدی کو سوال بھیجا کہ نقد اور ادھار بیع میں فرق کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہیں تو مفتی صاحب نے جواباً لکھا کہ عرفاً نقد قیمت کے ساتھ اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہوتی ہے اور ادھار کی صورت میں اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بات کتب مذہب میں ملتی ہے...... فلھذا صورت مسئولہ میں نقد قیمت کے ساتھ کم قیمت سے بیچنا اور ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔ اور یہ زیادتی سود نہیں ہے۔ (۲)

نوٹ: مفتی صاحب جامعہ خیر المعاد ملتان کے مفتی تھے اور اب ان کا وصال ہو گیا ہے۔

مفتی عبداللطیف صاحب مجددی سابق شیخ الحدیث و مفتی جامعہ نظامیہ لاہور مفتی صاحب نے اسلامی تجارت نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں نقد اور ادھار میں قیمت کا فرق جائز ہے۔ (۳)

مفتی تقی عثمانی صاحب کا مسلک:

مفتی صاحب لکھتے ہیں اور دلائل سے یہی راجح ہے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں اس بیع کے عدم جواز پر کوئی نص موجود نہیں اور اس بیعؓ میں ثمن کی جو زیادتی پائی جا رہی ہے۔ اس پر ربا کی تعریف بھی صادق نہیں آ رہی ہے کیونکہ وہ قرض نہیں ہے اور نہ ہی یہ احوال ربویہ کی بیع ہو رہی ہے بلکہ یہ عام بیع ہے اور عام بیع میں بائع کو شرعاً مکمل اختیار ہے۔ وہ اپنی چیز جتنی قیمت پر چاہے فروخت کرے...... لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی چیز نقد آٹھ روپے میں ادھار دس روپے میں بیچ رہا ہو اس شخص کے لئے بالاتفاق اسی چیز کو نقد دس روپے میں فروخت کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس میں دھوکہ فریب نہ ہو اور جب نقد دس روپے میں بیچنا جائز ہے تو ادھار دس روپے بیچنا کیوں ناجائز ہوگا۔ (۴)

۱۔ تفسیر کبیر، ج ۸، ۹۵۔ ۲۔ الفقہ علی مذاہب الاربعہ،

۳۔ اصل فتویٰ موجود ہے اس سے یہ مسئلہ نقل کیا گیا ہے۔ ۴۔ اسلامی تجازات، ص ۶۹، ص

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ :

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ایک ایسا ادارہ ہے جس کے ذمہ ایسے قوانین کو ختم کرنا ہے جو غیر اسلامی ہوں۔ اس بیع کے بارے میں اپنی رپورٹ میں لکھتا ہیں:

> مدت پر صرف وہ معاوضہ وصول کرنا ناجائز ہے جو ''ربا'' کی تعریف میں آتا ہو اور مذکورہ صورت ''ربا'' کی تعریف میں نہیں آتی ورنہ جہاں تک مدت میں ایک نقل حکمی کا تعلق ہے وہ خود حدیث سے ثابت ہے۔ (۱)

اس کے علاوہ مختلف علمائے کرام کے اس مسئلہ پر خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کیا گیا، ان علماء نے بھی ہمارے مؤقف کی تائید کی۔ ان علماء کرام کی تحریریں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ان علماء میں مولانا مفتی محمد حیات قریشی صاحب ضلع بھکر، مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ مہروی میاںچنون ضلع خانیوال، مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان، مولانا مفتی محمد طیب ارشد، کلورکوٹ ضلع بھکر۔

یہ بیع سود کیوں نہیں :

حضرات احناف کے نزدیک سود اس وقت متحقق ہوگا جب دونوں چیزیں قدری ہوں۔ اور ہم جنس اور جب دونوں چیزیں نہ قدری ہوں اور نہ ہم جنس تو زیادتی بھی جائز ہے اور ادھار بھی۔ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> و اذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء۔(۲)

> ترجمہ: اور جب دونوں وصف معدم ہوں یعنی جنس اور جو معنی اس کی طرف ملائے گئے ہیں تو کمی بیشی و ادھار دونوں حلال ہیں۔

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں : لعدم العلة المحرمة والاصل فيه الاباحة۔(۲) کیونکہ حرام کرنے والی علت موجود نہیں اور اصل اس میں یہ کہ مباح ہے۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: ای حل التفاضل والنساء عند انعدام القدر والجنس۔(۳)

۱۔ بلاسود بینکاری، ص ٦٦۔ ۲۔ ہدایہ اخیرین۔

یعنی زیادتی اور ادھار (دونوں) حلال ہیں جب قدر اور جنس نہ ہوں۔

لہٰذا موجودہ زمانہ میں جو بیع کی جاتی ہے تو ایک طرف پیسے ہوتے ہیں اور دوسری طرف جنس کھاد وغیرہ تو نقد بیع بھی جائز ہے اور ادھار بھی زیادہ قیمت کے ساتھ جائز ہے۔

سود نہ ہونے کی وجہ کے بارہ میں علامہ ابن ھمام فرماتے ہیں:

فان کون الثمن علی تقدیر النقد الفاد علی تقدیر النسئیة الفین لیس فی معنی الربا۔(۱)

نقد کی صورت میں قیمت کا ہزار ہونا اور ادھار کی صورت میں دو ہزار یہ سود کے معنی میں نہیں۔ لہٰذا نقد اور ادھار میں قیمت کا فرق سود نہیں۔

حرفِ آخر:

ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے کرام اور محدثین کے نزدیک ادھار بیع میں نقد کے مقابلے میں قیمت زیادہ لینا جائز ہے بشرطیکہ بائع و مشتری بیع کے وقت نقد اور ادھار کے بارے میں قطعی فیصلہ کر کے کسی ایک قیمت پر متفق ہو جائیں۔

نوٹ

دیارِ غیر میں دین کا کام کرنے والی سنی تنظیمات، احباب اور ان کے اداروں کی حوصلہ افزائی کے پیشِ نظر ان کے اشتہارات جذبۂ خیر سگالی کے تحت مفت شائع کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ آپ بھی ایسے کسی سنی دینی ادارے کا اشتہار شائع کرانا چاہیں تو بھیج سکتے ہیں۔ (مجلس ادارت)

۱۔ فتح القدیر، ج ۶، ص ۸۱۔

مبارک باد

جناب قاری محمد اسلم سیالوی صاحب کو

اولڈ ہیم یو کے میں

ایک مے خانہ و مرقص کو

مسجد و مدرسہ میں تبدیل کرنے

کی کوششوں میں کامیابی پر

دلی مبارک باد

اب یہ پب (PUB) نہیں رہا بلکہ

جامعہ شمسیہ قمر العلوم ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سنٹر میں

تبدیل ہو کر جلد اپنی کارکردگی شروع کر رہا ہے۔

☆

مجلسِ ادارت مجلّہ فقہ اسلامی کراچی